

ہے اور اس قطرے کی حالت بھی تیرے ظلم و جور کے ہاتھ سے ایسی ہو گئی ہے، گویا اس کا پیمانہ ٹپکنے سے لبریز ہو گیا ہے، یعنی ابھی گرا اور فنا ہوا چاہتا ہے۔

بلاشبہ غالب کے شعر میں بھی دل، قطرہ خون اور چکیدن کے الفاظ آئے ہیں، مگر دونوں کا مضمون ایک نہیں۔ فیضی نے بتایا ہے کہ دل میں سے صرف ایک قطرہ خون باقی رہ گیا۔ غالب نے اپنا کل سر و سامان دل بتایا اور وہ صرف لہو کی ایک بوند ہے۔ فیضی نے اس قطرہ خون کو محبوب کے ہاتھوں ٹپکنے پر آمادہ قرار دیا۔ غالب نے یہ کہا کہ لہو کی جو بوند میرے پاس ہے، وہ ٹپکنے کے انداز میں سر نیچے کیے ہوئے ہے۔ فیضی کا مضمون خاص ہے، غالب کا عام۔

بجنوری مرحوم فرماتے ہیں کہ پرانی عمارتوں میں آب و ہوا کے اثرات سے جا بجا کاٹی جم جاتی ہے اور دیواروں سے پانی رسنے لگتا ہے۔ یہ پانی قطرہ قطرہ گرنا رہتا ہے۔ قطرے ایک دوسرے کا تعاقب کرتے ہوئے آتے ہیں جو سب سے آگے ہوتا ہے، وہ ذرا سے توقف کے بعد گر پڑتا ہے۔ جو چیز ان کو فوراً گر پڑنے سے روکتی ہے، وہ پانی کے سالمات کا باہم ملحق ہونا ہے، لیکن کہاں ایک قطرے کی قوت قرار، کہاں کرۂ ارض کی کشش ثقل قطرہ کیا تاب لا سکتا ہے؟ مرزا غالب نے اپنے دل کو ٹپکتے ہوئے قطرے سے مشابہ قرار دیا۔ اطباء فرنگ نے دل کو ناشپاتی سے تشبیہ دی ہے، حالانکہ اس کا بالائی حصہ چھوٹا اور زیریں حصہ بڑا ہوتا ہے، حالانکہ دل کی کوئی تشبیہ ٹپکتے ہوئے قطرے سے بہتر ممکن نہیں۔

۲۔ لغات۔ تکلف برطرف : حق یہ ہے، سچ یہ ہے۔

تشریح : ہم اپنے شوخ و شنگ محبوب سے تھوڑی سی مدت کے لیے تصنع اور بناوٹ کے طور پر ملول و ناخوش رہے۔ حق یہ ہے کہ ہمارا یہ طریقہ